مطبوعات

اسلامی لٹریچر کے فارسی تراجم

مولانا خلیل حامدی کے زیر اہتمام "دار العروبہ" سے الامام سید مودودیؒ کی چند چھوٹی کتابوں کے تراجم حال ہی میں شائع ہوئے ہیں۔ یہ ہیں:- ۱۔ مبادی اسلام (رسالۂ دینیات) ۲۔ اسلام و ناسیونالیزم (مسئلہ قومیت) ۳۔ روشِ زندگی در اسلام (اسلامی نظامِ حیات) ۴۔ تئوریٔ اخلاقیٔ اسلام (اسلام کا اخلاقی نظام)۔ ان کے ساتھ سید قطب شہید کی کتب کے تراجم یہ ہیں:- ۱۔ اسلام راہِ فطرتِ بشر (دینِ حق) ۲۔ دعد نمائی درخشانِ اسلام (عالمِ اسلام کی تعمیر میں مسلم طلبہ کا حصّہ)۔ ان میں سے بعض کے تراجم چند سال بیشتر بھی ہوئے تھے، مگر نئے تراجم میں بہتر زبان اختیار کی گئی ہے۔

مولانا مودودی مغفور کی کتابوں کے جو فارسی تراجم عربی تراجم سے کیے گئے تھے، اب از سرِ نو اردو متن کو سامنے رکھ کر ان کو اصلاح و ترمیم کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔

ترجمہ کرنے والے جناب کلیم اللہ متین اور عبید اللہ اسد ہیں۔ یہ چھ کتب سفید کاغذ پر ٹائپ میں چھپی ہیں اور بہت ہی رنگین ٹائٹلوں کے ساتھ پیش کی گئی ہیں۔ بعض صورتوں میں تو ڈیزائنوں کا انداز بچوں کے مزاج سے ہم آہنگ ہے۔

اس وقت بڑی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ اس لٹریچر کو افغانستانی مہاجرین میں پھیلایا جائے اور ہو سکے تو اندرونِ افغانستان مجاہدین اور عام آبادی تک بھی پہنچایا جائے۔ جب تک نقطہ نظر کی ہم آہنگی اور فکری استحکام پیدا نہ ہو، اندیشہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے انقلاب اپنے مقاصد حاصل نہیں کر پاتے۔

میری رائے تو یہ بھی ہے کہ اس لٹریچر کو، جہاں تک ممکن ہو، ایران میں بھی خواص و عوام تک پہنچایا جائے، تاکہ کمیونسٹ تحریک کا زور بھی ٹوٹے اور حکمرانوں اور جمہور کو بھی اتنا شعور آ سکے کہ

انقلاب کے تشکیل کردہ نظام کو بہتر شکل میں چلا سکیں۔

ان کتابوں پر قیمت درج نہیں۔

ماہنامہ "محدث" لاہور
اشاعتِ خاص "جمہوریت یا اسلام"
ادارت: جناب حافظ عبدالرحمن مدنی
چندہ سالانہ: ۱۵/- روپے
دفتر: ۹۹ جے، ماڈل ٹاؤن لاہور

محدث ایک مفید دینی جریدہ ہے۔ مدیر دینی کاموں کا بڑا جذبہ رکھتے ہیں۔ اسی جذبے کے تحت انہوں نے اس اشاعتِ خاص میں کتاب، سنت اور آثار سے یہ ثابت کیا ہے کہ جمہوری نظام غیر اسلامی ہے اور اسلام کی ہیئتِ سیاسیہ کے صرف دو اجزا ہیں: امیر اور مجلسِ شوریٰ۔ ان مرتبوں کے لیے بھی انتخابات کا سسٹم غلط ہے۔ کوئی اور صورت ہونی چاہیے۔ امیر جسے چاہے مجلسِ شوریٰ میں لے اور مشورہ چاہے تو اکثریت کا مانے، چاہے اقلیت کا، چاہے کسی کا نہ مانے۔ یہ خلاصہ میرے ناقص فہم میں آیا ہے۔

میں اپنے ایک صاحبِ علم دوست کا حریف بن کر بات کرنا پسند نہیں کرتا، مگر تبصرے کے طور پر فقط اتنی بات کہوں گا کہ ہمارے واجب الاحترام اصحابِ مسجد و مدرسہ کی اکثریت دین و شریعت کے کتابی علم کی جتنی ماہر ہے، کاش کہ وہ آنکھیں بند کر کے فتویٰ دینے کے مروجہ انداز کو چھوڑ کر بدلتے ہوئے احوال و ظروف، دورِ نو کے ادارات اور جدید طبقوں اور عوام کی ذہنی کیفیات کو بھی سامنے رکھ کر یہ سوچنے کی کوشش کریں کہ آج کس مشینری کے ذریعے اسلام کے اصول و مقاصد کو بہتر طور پر حاصل کیا جا سکتا ہے اور اپنی ۸ کروڑ آبادی کو اور بیرونی دنیا کو بھی کس طرح اطمینان دلایا جا سکتا ہے کہ ہم جو تجربہ کرنے چلے ہیں، وہ ملتِ اسلامیہ کے لیے، معاشرے کے عوام کے لیے اور مجموعی طور پر انسانیت کے لیے باعثِ افادہ و خیر ہے، اور اس سے کوئی ایسے خطرات وابستہ نہیں ہیں جو لوگوں کے ذہنوں میں عام طور پر گردش کرتے رہتے ہیں۔ پھر یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ اپنے تعلیم یافتہ طبقوں اور عوام دونوں کو درکنار رکھ کر جبریت کی مدد کے بغیر کوئی اسلامی یا غیر اسلامی نظام نہیں چلایا جا سکتا۔ اور جبریت مسئلے کا کوئی دائمی حل نہیں ہے۔

یہی وہ حقائق تھے، جن کو سامنے رکھ کر جنوری ۱۹۵۱ء میں ملک کے مغربی اور مشرقی حصے کے ۳۱ ممتاز اور نامور علما نے اپنے گروہی اختلافات کو بالائے طاق رکھ کر اسلامی دستور کے لیے ۲۲ متفقہ اصول طے کیے تھے۔ ایسے مکمل اجماع کی کوئی مثال نہیں ملتی۔ آج اس درجے کے اتنے اہلِ علم حضرات کو تلاش کرنا مشکل ہے۔ کیا ان سب کا اجماعی فیصلہ باطل تھا؟ کیا اُن کے سامنے کتاب وسنّت کے وہ نصوص نظائر نہ تھے جو محدّث میں پیش کیے گئے ہیں؟ کیا اُن کے فیصلے کو اتنی زبردست قبولیّت عام حاصل نہیں ہوئی تھی کہ ملک کے تمام علما نے بے چون وچرا اُن کی تائید کی تھی بلکہ خوشی منائی گئی تھی اور پھر ۱۹۵۶ء کے دستور کی اسلامی دفعات اُن کے نقطۂ نظر کے مطابق بنی تھیں۔

بہر حال اگر حافظ مدنی صاحب اس مسئلے پر از سرِ نو غور کریں تو بہتر۔ ورنہ وہ اپنی رائے پر، اور دوسرے اپنی آراء پر!

ہمارے نکاح

از۔ ڈاکٹر زاہد حسین ہومیوپیتھ

پتہ: بالائی منزل، عنایت واچ کمپنی ریلوے روڈ۔ سیالکوٹ شہر

یہ پمفلٹ اصلاحِ معاشرہ کے جذبے سے لکھا گیا ہے اور غالباً مفت تقسیم کے لیے ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے نکاح سے متعلقہ اُمور میں پھیلی ہوئی خرابیوں کے خلاف پُر زور تلقینِ اصلاح کی ہے۔ ایسے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب کے ذہن میں خرابیِ احوال کے متعلق بہت سے جذبات کا ایسا شدید دباؤ ہے کہ انہیں اپنے خیالات کو منظم و مرتب کر کے "جوڑے بارہ یک" کی شکل میں لاتے ہوئے خاصی مشکل پیش آئی ہے۔ کچھ مقامات پر جزوی اختلاف بھی ہوا، مگر بہ حیثیت مجموعی مقصد خیر وخوبی ہے۔ بہتر ہوتا کہ ڈاکٹر صاحب کتاب وسنّت کی تلقینات کی روشنی میں گفتگو فرماتے۔